

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



ربیع الاول کا مہینہ گزر چکا — وہ مبارک ماہ جس میں فخر کائنات
رحمۃ عالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرما کر خداوند عالمین نے اس
عالم ہست و بود پر اپنی رحمتوں اور نعمتوں کی تکمیل فرمائی، وہ ذات

قدس صفت جن کے قدیمہ دنیا سے نہ صرف شرک و جہل کا قلع قمع ہوا۔ بلکہ ظاہر پرستی کی تمام انواع،
رسوئیاں باطلہ، لہو و لعب، ابد بدعات و خرافات کی تمام اقسام کی سیخ کنی بھی کی گئی۔ اس رسول برحق علیہ الصلوٰۃ
والسلام کا حق ہے کہ اس کے نام یواؤں کی زندگی کا ہر لمحہ اسکی عظمت و احترام سے معمور اور دل کی ہر دھڑکن
اسکی توقیر و تکریم کی ترجمان ہو کہ امت مرحومہ کی نجات اور فلاح تو صرف اُسی کی اتباع پر موقوف ہے۔ اس لحاظ
سے ایک مسلمان کی حیات مستعار کا ہر لمحہ اس کیلئے عید میلاد اور تذکار رسول ہے نہ کہ سال بھر کے چند ایام کی
دو چار مجلسیں اور محفلیں — مگر صد حیف و افسوس کہ آج محمد عربی کے عشق و محبت کے دعویٰ دار
معید میلاد النبی پر یہ وقتی اور سطحی ذکر و تذکار بھی کس طرح مناسبت ہے؟ اسکی کچھ جھلکیاں سیرت مقدسہ کے
نام پر جلسوں، جلوسوں کی روئدادوں میں قوم کے سامنے آچکی ہیں، بازاروں میں شور و غل فلمی صحنوں اور گاؤں
کی بھڑار، رسوم و رواج کی یلغار، اور فسق و فجور کا طوفان، مردوں اور عورتوں کی ہڑ بونگ، غرض دلوں
کی دنیا سیاہ اور تاریک عظمت و تقدیس کا شائبہ تک معدوم، مگر گلیاں اور کورے چمقمقوں اور بھنڈیوں
سے آراستہ — ہائے ملت محمدیہ کی حرمیاں نصیبی کہ محمد عربی علیہ السلام (فداء الثقلین) کے نام
پر ٹوکسٹ ناچ اور مردوں کا عورتوں پر یلغار، نہ فکر ننگ و ناموس، نہ احساسِ صوم و صلوٰۃ گویا رسول الثقلین
کی یاد نہ ہوئی بلکہ یہود و نصاریٰ کا کمر سمس اور عہد جاہلیت کا جشنِ نوروز کہ پوری قوم اس مبارک دن
اپنے آپ کو اخلاق و شرافت و قار و تمکنت، سنت و شریعت کی تمام بندشوں سے آزاد سمجھنے
لگی۔ اپنے محسنین کی یاد کا یہ انداز تو مادرِ پدر آزاد فرنگ کا ہے، مسلمانوں کا نہیں۔

محسن کائنات کے عشق و محبت کے دعویٰ دار کچھ تو ہوش کے ناخن لو۔ سندانِ عشق کے ساتھ جامِ شریعت
تھا ناجیِ مزدی ہے۔ وہ عشق و محبت تو بڑی ہوسناکی ہے جو محبت، اطاعت اور عظمت سے
قہالی ہو۔ وہ سراسر بے تمیزی اور نفس پرستی ہے۔ تمہاری زبانوں پر تو عجب کا درد ہے مگر عملاً تمام
طور طریقے محبوب کے دشمنوں کے اختیار کر رکھے ہیں۔ اسکی لائی ہوئی تعلیمات اور ہدایات کا ایک
ایک حصہ ادھیڑ اور اس کی سنتوں کی بنیادیں ڈھا رہے ہو اور پھر یہ سب کچھ اسکی یاد ماننے کے علم پر

اس عہد شہادت میں کیا سیرت نام صرف غل غپاڑے، رقص و سرود اور بازاروں کے ہڑ بونگ کا رہ گیا ہے؟ تم میں سے کتنے کتنے جنہوں نے سات سات گھنٹے اس کے نام پر جلسوں میں تو گزاریں مگر کیا اولین رکن اسلام نماز کا خیال تک بھی بٹھا؟ جب کہ عالم نزع میں تمہارے آقاؐ کی دُوبتی ہوئی روح سے بھی الصلوٰۃ کی صداۃں آ رہی تھیں۔ تعلیم تو تمہارے آقاؐ کی یہ تھی کہ راہ چلتے نگاہیں نیچی رکھو، اگر ذکر نہ چلو، اس نے فرمایا کہ نامہروں کی طرف نگاہ اٹھانا بھی ضیاعِ دین و ایمان ہے۔ اُس نے چاہا کہ تم ایک باوقار اور سنجیدہ امت بن جاؤ۔ انہوں نے فرمایا کہ خواہ نماز جماعت تم سے فوت بھی ہو جائے مگر اس کے لئے اچھل کود کروڑنا نہیں۔ فرمایا کہ کسی حال میں وقار و سکینیت کے رشتے تمہارے ہاتھ سے نہ چھوٹنے چاہئیں۔ پھر اس کی عظمت و تقدیس کا تو یہ عالم تھا کہ سیدنا فاروقِ اعظمؓ جیسے صحابہ کی آوازیں اس کی مجلس میں پست ہو جاتیں کہ اس اللہ نے اس کی آواز پر اپنی آوازیں ادبھی کر سنے والوں کو بھی ضبطِ اعمال (اعمال کی بربادی) کی وعید سنائی تھی تو کیا تمہارا یہ دھوم دھڑکا اور یہ چیخ و پکار تمہارے ضبطِ اعمال کا موجب نہ بنے گا۔؟

تمہارے رسولِ اعظمؐ نے تو ہر لمحہ تمہیں بدعت سے روکا کہ بدعت بظاہر جتنی بھی دلکش و دلآویز ہو مگر بالآخر یہ لعنت ملت کے لئے زہرِ لالہ ثابت ہو کر رہتی ہے۔ امدید بدعت کی ہلاکت آفرینی ہی تو تھی جسکی تان بالآخر ٹوسٹ نایج پر ٹوٹی اور بدعت ہی ہوگی جو تم سے سیرتِ رسولؐ کے نام پر آئندہ مسجدوں میں بھی چا چا چا نایج اور راک این رول کر داکر رہے گی۔ اب تم نے روضۃ الطہر کی شبیہ بنا کر اس کے ساتھ حقیقی مزارِ مبارک کا معاملہ شروع کر دیا ہے۔ اور آئندہ چل کر تم بیت اللہ کی مثال کا طواف و زیارت بھی کر بیٹھو گے۔ متاعِ دین و خرد ایسی غارت ہوئی کہ بدعت کی یہ تباہ کاریاں امت کی اکثریت کی نظروں سے اوجھل ہیں اور شیطان نے ہمارے اعمال کو سجا سجا کر ہمارے سامنے رکھ دیا ہے۔ وہ بھی کیا وقت تھا کہ حضرت حسن بصریؒ نے ایک بار کوئی بدعت دیکھی تو شدتِ غم کی وجہ سے کئی دن تک انہیں پیشاب کی بجائے خون آتا رہا۔ ہمارے اکابر اور محققین امت کی یہی دوراندیشی اور فراست ایمانی تھی کہ انہوں نے میلاد النبیؐ کے نام پر اس سوداگری کی سختی سے مخالفت کی مگر انہیں دشمنِ رسولؐ اور کُنِ انقباب سے نوازا گیا۔ مگر آج تم خود سر مکڑ کر بیٹھ گئے ہو کہ اس کا کیا علاج و تدارک ہو؟ خدا کرے پچھلے ماہ کے یہ خلیج واقعات ہمارے دل و دماغ کیئے تازیانہ عبرت بن جائیں۔ اور اگر دلوں میں ایمان کی کوئی چنگاری باقی ہو تو پھر سلگ اٹھے اور ہمارے اعمال و افعال رسولؐ کی سچی محبت، اطاعت و اتباع کے نور سے جگمگا اٹھیں۔ ورنہ یاد رکھو! بازاروں کے اس ہڑ بونگ، چمٹوں اور باجوں کی اس جھنکار گانوں اور نعروں کے ان ہنگاموں سے رسولِ مقبولؐ کی رُوحِ مبارک خوش تو کیا ہوگی بلکہ بار بار انہیں